پروفیسر قاضی حلیم فضلی *

حضور ﷺ کے دعویٰ رسالت کی صداقت پر واقعاتی شواہد

آیت مع ترجمہ: تبت یدا ابی لهب و تب ما اغنی عنه ماله و ما کسب سیصلی نار ذات لهب و امرته حمالة الحطب فی جیدها حبل من مسد۔

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوئے۔ وہ خود بھی ہلاک ہوا' اسکا وہ مال جو کمایا تھا اس کے کام نہ آیا وہ بہت جلد شعلے مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔ اسکی چغل خور عورت' بیوی' بھی ہلاک ہوگی جسکے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہے۔

تعارف اور تفسیر

قرآن کریم کی مندرجہ بالا سورۃ کا نام "سورہ لہب" ہے۔ یہ قرآن کی آخری سورتوں میں موجود ہے۔ یہ سورۃ مکہ میں اس وقت نازل ہوئی جب حضور ﷺ کی بعثت کا ابتدائی دور تھا' مفسرین کا خیال ہے کہ یہ سورت اسی وقت اتری جب قریش مکہ نے حضورؐ اور آپ کے خاندان کا مقاطعہ کر کے انہیں شعب ابی طالب میں محصور کر دیا تھا اور انہیں ہر قسم کے سماجی' معاشرتی اور معاشی روابط سے محروم کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ آپؐ اور خاندان کے افراد درختوں کی جڑیں کھانے پر مجبور ہوگئے تھے۔

ابولہب کا نام لے کر اللہ نے کیوں غصے کا اظہار فرمایا:

پورے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسلام دشمنوں اور حضور ﷺ کے مخالفین کا نام لے کر غصے اور برائی کا اظہار نہیں فرمایا۔ صرف یہی ایک مقام ہے جس میں ابولہب کا نام لے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے غصے اور انتقام کا اظہار فرمایا ہے۔ اس امتیازی اظہار ناراضگی اور انتقام کی پیشن گوئی کی وجہ یہ ہے۔

ابولہب کا رویہ:

عرب معاشرے میں انہی ہزاروں خرابیوں کے باوجود یہ اچھی روایت اس وقت موجود تھی کہ وہ صلہ رحمی اور خاندانی رشتوں کا پاس رکھتے تھے۔ قطع رحمی اور رشتوں سے دشمنی گناہ خیال کی جاتی تھی۔ اور ایسا سلوک عربی اخلاق اور غیرت سے بُری ہوئی بات سمجھی جاتی تھی۔ انکے ہاں اس روایت کا نتیجہ یہ تھا کہ حضور ﷺ نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو

* مدیر ماہنامہ "القلم" اوگی - مانسہرہ' ہزارہ

قریش کے دوسرے خاندانوں نے دل کھول کر دشمنی کا حق ادا کیا مگر بنو ہاشم اور بنو مطلب دو بھائیوں کی اولاد نے نہ صرف یہ کہ آپؐ کی مخالفت نہیں کی بلکہ کھلم کھلا حمایت کرتی رہی حالانکہ ان میں اکثریت حضورؐ پر ایمان لاکر مسلمان نہیں ہوئی تھی

عربوں کی اس اخلاقی اصولی غیرت اور روایت کو صرف ایک شخص ابولہب نے اسلام دشمنی میں توڑ دیا اور دشمنوں سے بڑھ کر دشمنی پر اتر آیا۔ حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا حقیقی چچا تھا' حضور ﷺ کے والد اور ابولہب کے والد ایک باپ کے بیٹے تھے۔ عرب معاشرے میں چچا سے توقع ہوتی ہے کہ بھتیجے اور بالخصوص یتیم بھتیجے کو اپنی اولاد سے زیادہ پیار کرتے ۔مگر اس چچا نے بلاکسی وجہ وعناد کے اسلام دشمنی اور کفر کی محبت میں تمام خاندانی اخلاقی روایات کو پامال کردیا۔ جب حضورؐ نے تمام عزیز رشتہ داروں کو کوہ صفا پر چڑھ کر بلند آواز سے اس انداز کیساتھ پکارا جیسے کوئی دشمن قبیلے کے حملے کے وقت پکارتا ہے ۔یا صباحاہ! ہائے صبح کی آفت' یہ پکار سن کر تمام افراد دوڑ پڑے جب سب جمع ہوگئے تو آپؐ نے قریش کے تمام خاندانوں کے افراد کے نام لے لے کر انہیں متوجہ کیا۔ کوہ صفا کے پیچھے دشمن کی موجودگی کا اقرار لے کر فرمایا'' میں آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ آپ پر خدا کا سخت عذاب آرہا ہے۔ میری دعوت پر لبیک کہو اور اپنے آپ کو آنے والے عذاب سے بچالو'' اس وقت کسی اور کے بولنے سے پہلے ابولہب بول اٹھا'' تباً لک الھذا اجمعتنا۔ تمہیں ہلاکت ہو کیا تم نے اس لئے ہم کو جمع کیا ہے''

ابولہب کا غیر اخلاقی رویہ:

مکہ میں ابولہب آپ کا قریبی ہمسایہ تھا۔ دونوں گھروں کے درمیان صرف ایک دیوار تھی۔ عقبہ بن ابی معیط اور عدی بن حمراء آپ کے پڑوسی تھے۔ یہ لوگ حضورؐ کو چین نہ لینے دیتے تھے۔ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تو بکری کی اوجھ آپ پر پھینکتے' صحن میں کھانا پک رہا ہوتا تو یہ لوگ ہنڈیا میں غلاظت پھینک دیتے۔...... حضور ﷺ کہیں بازار یا اجتماعی جگہوں میں دعوت اسلام دیتے تو ابولہب شور مچا کر آپ کو برا بھلا کہتا۔ نبوت سے پہلے حضور ﷺ کی بچیاں ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے منسوب تھیں تو ابولہب نے بیٹوں سے انہیں چھوڑنے کا کہا۔ اس موقع پر عتیبہ نے نہ صرف آپ کی بچی کو چھوڑا بلکہ انتہائی نفرت سے آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک بھی دیا۔ حضورؐ کے دل کو رنج پہنچا تو آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا۔ اس پر خدایا اپنا شیر مسلط کردے۔ اللہ نے دل سے نکلی ہوئی اس فریاد کو سنا اور شام کے تجارتی سفر میں ابولہب نے قافلے والوں کو حفاظت کی تاکید کی تھی۔ انہوں نے شب بسری کے دوران ارد گرد اونٹوں کے اندر عتیبہ کو سلایا مگر شیر آیا اور صرف اسی کو چیر پھاڑ کر چھوڑ دیا۔

حضور ﷺ کے صاحبزادے قاسم کی وفات کے بعد جب آپ کے دوسرے بیٹے عبداللہ بھی وفات پاگئے تو ابو لہب فرط مسرت میں دوڑتا ہوا دشمنان اسلام کو یہ خوشخبری سنائی کہ محمدؐ بے نام ونشان ہوگئے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ آپؐ نہیں آپ کے دشمن بے نام ونشان ہیں۔ ان شانئک ھو الابتر ۔جس کی تفصیل آگے آئیگی۔ حضور

ﷺ جہاں بھی اسلام کی دعوت دینے جاتے ابولہب آپ کے پیچھے لگا رہتا۔ لوگوں کو آپ کی باتیں سننے نہ دیتا اور کہتا یہ جھوٹا ہے۔ شعب ابی طالب میں محصور ہونے کے دوران لوگوں کو سختی کے ساتھ اپنے خاندان کی امداد سے روکتا۔ تاجروں سے کہتا کہ ان محصورین کو مہنگی قیمت پر سامان فروخت کرو۔ اتنی مہنگی کہ یہ نہ خرید سکیں۔ تمہاری تجارت کا خسارہ میں پورا کروں گا۔ ابولہب کے اسی کردار کی وجہ سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کا اور اس کی بیوی کا نام لے کر برائی بیان فرمائی اور اس کے لئے علاج کا اظہار فرما کر اس کے برے انجام کی پیشن گوئی فرمائی۔ اور یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہو کر جہاں قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت میسر آیا۔ وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضورﷺ سچے نبی تھے۔ اور انہیں براہ راست اللہ کے ہاں سے جو کچھ کہا جاتا تھا وہ پورا ہوتا تھا۔

ابولہب کی بیوی ام جمیل ابوسفیان کی بہن تھی وہ ابولہب سے بھی زیادہ دشمنی میں تیز تھی وہ گھر میں جھاڑو دے کر کوڑا حضورؐ کے صحن میں پھینک دیتی اور حضورؐ کے راستہ میں کانٹے بچھاتی تھی جس سے آپ کے پاؤں مبارک الجھ جاتے اور کانٹوں سے زخمی ہوتے۔ چنانچہ اسے بھی اسی سورۃ لہب میں غصے کا نشانہ بنا کر فرمایا گیا کہ وہ چغل خور گلے میں رسی کے ذریعے پھانسی پائے گی۔ جو کھجور کی چھال سے بنی ہو گی۔

ابولہب اور اس کی بیوی کا انجام:

سورۃ ابولہب میں پیش گوئی فرمائی گئی کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوئے'' جس نے حضورﷺ کو تبالک لھذا اجمعیتنا ''تم پر ہلاکت ہو تم نے اسی لئے جمع کیا ہے۔'' وہ واقعی ہلاک ہوا۔ جنگ بدر میں جب قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے جو ابولہب کے پائے کے لوگ تھے تو ابولہب جنگ بدر میں قریش کی عبرتناک شکست کا سن کر طاعون کا شکار ہوا اور ہفتہ بعد ہلاک ہو گیا۔ عرب لوگ طاعون کے مریض اور مرض سے ڈرتے تھے۔ اس لئے کوئی بھی ابولہب کے قریب نہ گیا' نہ بیوی نہ بچے بچیاں۔ میت سے بدبو اٹھنے لگی اور لوگوں کے طعنوں اور طنزوں سے بیٹوں نے حبشیوں کے ذریعے میت کو پاؤں میں رسی ڈال کر گھسیٹا اور کہیں بے گور و کفن پھینک دیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جس کمرے میں اس کی لاش پڑی ہوئی تھی' اس کی چھت گرا کر ملبے تلے میت دبا دی گئی' نہ کفن ہوا نہ دفن ہوا۔ اللہ نے فرمایا کہ ہلاک ہوئے ابولہب کے دونوں ہاتھ۔ اس کی اولاد اور کمائی اس کے کام نہ آئی۔ وہ ابولہب جو حضورﷺ کے بیٹے کی وفات پر بے نام ونشان ہونے کی خوشخبری سناتا پھرتا تھا۔ مرتے وقت بے نام ونشان مرا' نہ سرداری کام آئی نہ دولت اور نہ اولاد نے ساتھ دیا۔ ۔ ہے قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کی صداقت اور حضورﷺ کے دعویٰ رسالت کی واقعاتی سچائی۔ سورہ لہب میں ابولہب کی بیوی کے گلے میں رسی کا اس کی پھانسی کی صورت میں ہلاکت بھی اسی صداقت اور سچائی کی واقعاتی شہادت ہے۔ کہ وہ لکڑیوں کا گٹھا سر پر رکھے آ رہی تھی کہیں ستانے کو رکی گٹھا اونچائی پر رکھ دیا جب جانے کا ارادہ کیا تو لکڑیوں کا گٹھا سر سے پھسل کر پشت پر آ لگا۔ گٹھے کی رسی گلے میں پھنس گئی' پشت پر بھاری گٹھے کے وزن سے رسی کھنچ کر پھانسی کا پھندا

بن گئی۔ فی جیدھا حبل من مسد کی جیتی جاگتی تصویر بن گئی اور واقعاتی شہادت قائم ہوگئی۔

استہزائیہ کمیٹی کے ارکان کا انجام:

حضورﷺ کی بعثت کے ابتدائی ایام و ماہ میں دوسری اذیتوں اور رکاوٹوں کے ساتھ آپؐ کے ساتھ توہین آمیز سلوک کے لئے کمیٹی بنائی گئی۔ اور یہ تلنگے اور کمینے قسم کے افراد پر مشتمل تھی جو حضورﷺ کے ساتھ مذاق کرتی، نقلیں اتارتی ہتک آمیز آوازے کستی تاکہ انہیں جو صادق و امین ہونے کی وجہ سے جو سماجی احترام حاصل تھا وہ نہ رہے اور آپؐ بددل ہوکر دعوت دین کا کام ترک کردیں۔ ظاہر بات ہے کہ کوئی بھی شریف آدمی چند ایسے کمینے لوگوں کی کمینگی پر کڑھتا ہے۔ حضورﷺ کی بھی دل آزاری ہوتی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی و دلاسے کے طور پر فرمایا:

فاصدع بما تومئر انا کفینک المستھزئین۔ آپؐ اپنی رسالت کا فریضہ انجام دیتے رہیں جس کیلئے آپ کو مبعوث فرمایا گیا ہے۔ رہا استہزأ اور ٹھٹھے بازوں کا معاملہ تو اس کے لئے ہم کافی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا اور استہزأ اور ٹھٹھے بازوں کا انجام اسی وقت دیکھا گیا جو انتہائی عبرتناک ہوا۔

استہزائیہ کمیٹی کے ارکان:

اسود بن عبدالمطلب، عاص بن وائیل، حارث بن قیس، اسود بن یغوث سربراہ تھے۔ اور ساتھ دوسرے بھی کمینے اور رزیل و تلنگے قسم ہوں گے۔ اسود بن عبدالمطلب حضورﷺ کی نقلیں اتارتا تھا۔ مزاحیہ روپ دھارتا، حضورﷺ کی نعوذ باللہ تحقیر اور لوگوں کی ہنسی کا ذریعہ بنتا تھا۔ ہوا یہ کہ ایک دفعہ کسی درخت کے نیچے سے سو کر اٹھا تو آنکھوں میں کانٹے چبھنے لگے، تکلیف کی شدت سے روتا اور تڑپتا رہا اور اسی تڑپ تڑپ میں ہلاک ہوگیا ہے۔

عاص بن وائیل: حضورﷺ پر فقرے کستا، مذاق اڑاتا رہتا، ایک دن گدھے پر جا رہا تھا کہ ٹھوکر لگی تو گدھے کی گردن د سرسے لڑھک کر کنوئیں میں جا گرا وہاں زہریلا بچھو تھا جس نے ڈس لیا۔ اس کے زہر سے سارا بدن سوج گیا اور اسی تکلیف میں جہنم رسید ہوا۔

حارث بن قیس کے ساتھ بھی اس کے استہزا اور حضورﷺ کے ساتھ مسخرے پن کی سزا یہ ملی کہ پیٹ میں زرد پانی بھر گیا جو اس کے منہ کے راستے بہتا لوگوں کی نفرت کا شکار ہوکر تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوا۔

اسود بن یغوث: حضورﷺ کی نقلیں اتارتا، منہ چڑاتا منہ بگاڑ کر آپ کا تمسخر اڑاتا۔ خدا کی غیرت جوش میں آئی تو زہریلی ہوا سے چہرہ ایسا بگڑا کہ شناخت کے قابل نہ رہا شکل بدل کر یہ ہوگئی کہ گھر والے بھی نہ پہچان سکے چنانچہ خود اپنے گھر والوں نے گھر میں گھسنے نہ دیا اور اپنے گھر کی دہلیز پر ہلاک ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ حضورﷺ کے ساتھ پورا ہوگیا۔ فاصدع بما تؤمر انا کفینک المستھزئین۔ آپ اپنا فریضہ نبوت ادا کیجئے جس کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا۔ ہم آپ کے ساتھ ٹھٹھے سے نبٹ لیں گے۔ مستہزئین کا

عبرتناک انجام قرآن کی سچائی اور آپ کی رسالت پر ناقابل تردید دلیل ہے کہ آپ سچے تھے کہ قرآن کریم کا کہا پورا ہوکر رہا؟

رفع ذکر کی خوشخبری:

حضورﷺ کے صاحبزادے قاسم کی وفات کے بعد جب عبداللہ فوت ہوئے تو ابولہب خوشی سے بغلیں بجاتا ہوا دشمنان اسلام کے پاس پہنچا اور حضور کے ابتر بے نام ونشان رہ جانے کی خوشخبری سنائی تو ابولہب کا انجام یہ ہوا کہ بے گور و کفن مرا اور اسکے دست و باز اس کے کام نہ آئے' اس کی بیٹی درہ ہجرت کرکے مدینہ آئی اور مسلمان ہوئی۔ دو بیٹے عتبہ اور معتیب رفتح مکہ کے بعد حضرت عباسؓ کے ذریعہ مسلمان ہوئے اور حضورﷺ کے دست و بازو بنے۔ اور ما اغنی عنه ماله' وما کسب کی پیشن گوئی درست ثابت ہوئی۔ جب ابولہب نے آپﷺ کو ابتر کہا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الم نشرح کے ذریعہ آپ کی تسلی فرمائی۔ الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک الخ کہ آپ کا ذکر بلند ہوکر رہے گا۔

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرا رب اور آپ کا رب پوچھتا ہے کہ اس نے کس طرح آپ کا ذکر بلند فرمایا'' میں نے جواب دیا اللہ بہتر جانتا ہے' تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نام کے ساتھ آپ کا نام بلند ہوگا۔ چنانچہ حضورﷺ کا ذکر مشرکین مکہ کی منفی کوششوں سے بھی پھیلا کر وہ آپﷺ کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے۔ جادوگر کہتے' جس کے نتیجے میں سننے والوں کا تجسس بڑھتا جب وہ لوگ آپ سے ملتے آپ کے اخلاق وشریفانہ سلوک و کریمانہ ومشفقانہ کردار سے متاثر ہوتے تو اپنے قبائل میں جاکر حضورﷺ کے ذکر کی وسعت کا سبب بن جاتے۔

رفع ذکر کا مثبت انداز:

جب آپﷺ مدینہ تشریف لائے اسلامی معاشرہ اور سوسائٹی بن گئی تو دور دور تک وفود تشریف لاتے اور متاثر ہوکر چلے جاتے جہاں پورے جزیرۃ العرب میں آپ محترم ومحبوب ہستی کی حیثیت سے شہرت پاگئے۔ اور آپ کا ذکر پھیلتا چلا گیا' ہر گھر میں آپ کا چرچا تھا اور ہر زبان پر آپ کا ذکر تھا۔ قرآن کریم نے آپؐ کے ذکر کی بلندی کی پیشگوئی اس وقت کی تھی جب کلمہ توحید کا پڑھنا' مسلمان ہونے کا اعلان کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا اور انگارے ہاتھ میں لینے کے برابر تھا۔ مگر پھر آپؐ پر درود وسلام دنیا کے ہر گوشے میں پڑھا جاتا ہے۔

جہاں تک اللہ کے نام کے ساتھ حضورﷺ کے نام کی بلندی کا تعلق ہے تو وہ ''اذان'' ہے۔ امریکہ کا رہنے والا ایک مغربی فکر Reply کو علمی عجائبات ونوادرات کی دریافت کا جنون تھا لندن اور امریکہ کے اخبارات ورسائل میں اس کے علمی نوادرات شائع ہوتے رہتے تھے۔ اس کا مذاق اڑایا جاتا تھا مگر واقعات کی دنیا میں اس کی تحقیق سچی ہوتی تھی۔ ایک

مرتبہ اس پر یہ جنون سوار ہوا کہ دنیا میں ایسی آواز کا کھوج لگایا جائے جو ساری دنیا میں بلند بھی ہو اور سنی بھی جائے اور وہ آواز ایک ہی ہو صوتی لحاظ سے بھی اور لفظی اعتبار سے بھی۔ چنانچہ اس نے ریلوے کی وسل کے متعلق بھی سوچا۔ پھر خیال آیا کہ مذہبی مناجات پر غور کیا جائے مگر یہ بھی لفظی وصوتی اعتبار سے بلند نہ تھی اور یکساں بھی نہ تھیں۔ چنانچہ وہ پھرتا پھراتا ہندوستان کے شہر کلکتہ آ گیا۔ یہ ۱۹۳۵ء کا سال تھا اس وقت مولانا ابوالکلام آزاد قرآن کریم کی تفسیر لکھ رہے تھے۔ انہی دنوں روزنامہ ہند کے ایڈیٹر مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کو بھی اسلام کی صداقت کے عقلی دلائل جمع کرنے کا شوق تھا۔ Reply' ریپلے کی آمد اور اس کے تحقیقی مشن کی خبر اخبارات میں چھپی۔ ریپلے اپنی تحقیق کے لئے ہندو مذہب کی طرف متوجہ تھا اور سب سے زیادہ سنی جانی والی کی تلاش ہندو مذہبی عالم سے ملنا چاہتا تھا۔ مگر سنسکرت کے ایک عالم کا پول ریپلے کے ایک سوال پر کھل گیا۔ ریپلے نے اس سے پوچھا۔ ہندوستان میں مندروں کی تعداد کتنی ہے؟ عبادت کے اوقات کیا ہیں؟ اور طریقے کیا ہیں؟ تو پنڈت لاجواب ہوگیا۔ پنڈت سے مایوس ہوکر ریپلے مولانا احمد الدین ہرولی اور مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا کہ

"میں ایسی آواز کی تلاش میں ہوں جو دنیا میں سب سے زیادی سنی جاتی ہو۔ انسانوں کی آوزیں' جانوروں کی آوازیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اب اسی پہلو پر تحقیق کر رہا ہوں کہ دنیا کے مختلف ممالک اور مذاہب میں کوئی مناجات کوئی حمد ونعت مل جائے جو بین الاقوامی لحاظ سے عام ہو۔ چنانچہ دنیا کے چار بڑے مذاہب' عیسائیت' بدھ مت' ہندو دھرم اور اسلام کا جائزہ لے رہا ہوں۔ عیسائی مذہب کی مناجات ایک دوسرے سے مختلف ہیں' بدھ مت میں یکسانیت ہے مگر ان کی اونچی آوازیں پہلے نمبر پر نہیں۔ اسلام کے متعلق فی الحال کسی نتیجہ پر نہیں پہونچا۔ اسلامی ممالک اور مسلمانوں میں عبادات عربی میں ہوتی ہے مگر عبادتیں مختلف ہیں جنہیں ایک آواز نہیں کہا جاسکتا"

ریپلے کی یہ تفصیل سن کر پروفیسر احمد الدین اور مولانا عبدالرزاق ملیح آباد نے فیصلہ کرلیا کہ ہم اسلام کی عالمگیریت منوا کر چھوڑیں گے۔

مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی' مصر' فلسطین' شام عرب اور قسطنطنیہ میں رہ چکے تھے۔ انہوں نے اخباری رسائل کے ذریعہ پتہ چلایا کہ ان ممالک میں مساجد کی تعداد ڈیڑھ لاکھ ہے اور ہندوستان میں اس وقت یہ تعداد ایک لاکھ تھی۔ ان دنوں حسین شہید سہروردی کے چچا حسان سہروردی کلکتہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ عبادات اسلامی کی بجائے اذان پر توجہ دیں کیونکہ اذان بلند بھی ہے یکساں بھی ہے اور ہر جگہ سنی بھی جاتی ہے۔ چنانچہ ان کے مشورہ پر مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی اور پروفیسر احمد الدین نے ہز ماسٹر وائس کمپنی سے معاہدہ کیا جو گانے ریکارڈ کرتی تھی۔ یہ معاہدہ اگرچہ اس وقت بہت مہنگا تھا' مگر دو دنوں کے اندر اندر بیس مساجد کی آذانیں ریکارڈ ہوگئیں جو ایک دوسرے سے سینکڑوں میل دور تھیں۔ جب مسٹر ریپلے کو ان آوازوں کے ریکارڈ سنائے گئے تو وہ خوشی سے اچھل پڑا اور اس پر یہ حقیقت

ثابت ہوگئی کہ اذان کی آواز دنیا میں سب سے زیادہ سنی بھی جاتی ہے اور اونچی بھی اور ادھر اللہ تعالیٰ کا فرمان اور پیشن گوئی بھی سچی ثابت ہوئی کہ ورفعنالک ذکرک کہ ''اے نبی میں آپ کی آواز کو اپنے نام کے ساتھ بلند کروں گا''

ریپلے اسی وقت امریکہ روانہ ہوا اور اپنی شہرہ آفاق کتاب کی دوسری جلد 'مانو یا نا مانو۔ مرتب کر کے شائع کردی' جس میں اس نے تمام مساجد کے اعداد و شمار اذانوں کے اوقات اور ان کی لفظی صوتی یکسانی اور بلندی ثابت کردی' ولذکر اللہ اکبر۔ اللہ کا ذکر بہت اور بلند ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ ایک ساتھ لئے جا رہے ہیں۔ اور یہ واقعاتی حقیقت وشہادت اللہ کے کلام کی صداقت اور حضورﷺ کی رسالت کی سچائی پر ایسی گواہی ہے جیسے دنیا کا کوئی شخص بھی خواہ اسلام کا کٹر دشمن ہی کیوں نہ ہو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آج سائنسی ایجادات لاؤڈ اسپیکروں میں کہی جانے والی یہ آواز اپنی وسعتوں اور بلندیوں میں اور بھی بلند ہو کر وسیع سے وسیع تر ہوگئی ہے جسے کائنات کا ذرہ ذرہ سنتا ہے اور مطالع کے اختلاف سے ثابت کیا گیا ہے کہ آذان کی یہ آواز ساری دنیا میں چوبیس گھنٹے گونجتی رہتی ہے

دنیا میں حضورﷺ کے ذکر کی بلندی اور ان کے نام کے باقی رہنے کو ایک اور پہلو سے دیکھئے کہ آپؐ کے بیٹوں قاسم اور عبداللہ کی وفات پر مشرکین مکہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا تھا' اور ابولہب نے ان کے ابتر ہونے کا چرچا کیا تھا۔ اس کی انہی بے نام ونشانی کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ ما اغنی عنہ مالہ و ما کسب کہ اس کی سماجی و مالی حیثیت اس کے کام نہ آئی اور نہ اولاد نے ساتھ دیا کہ اس کی اولاد حضورﷺ کے دست و بازو بنی اور وہ بے گور وکفن جہنم رسید ہوا۔ اولاد سے محرومی کے طعنوں اور طنزوں سے آپ کی دل آزاری ہوتی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ کوثر کا نزول فرما کر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دل جوئی فرمائی کہ ان شانئک ھو الابتر تمہارے دشمن بے نام ونشان ہوں گے۔ تو آپؐ نے اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ دس ہزار کا اسلامی لشکر ہجرت کے آٹھ سال بعد مکہ پہنچا اور مکہ فتح ہوا تو سرداران مکہ اور مشرکین مکہ کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا اور آپ کے دشمنوں کا غرور خاک میں مل کر وہ بے نام ونشان ہو کر رہ گئے۔ ان کی نسلیں مٹ گئیں آج ابولھبی اور ابوجہلی کے نام سے کوئی مرد دنیا پر موجود نہیں۔

اس کے برعکس حضورﷺ کی اولاد اہل بیت دنیا بھر میں موجود ہے ان پر درود بھیجا جاتا ہے کروڑوں مسلمان آپؐ کی نسبت پر فخر کرتے ہیں۔ کتنے ہی لوگ آپؐ کے ساتھیوں کی نسبی و نسبتی تعلق پر نازاں ہیں۔ سیدوں کی تعداد کے علاوہ آپ کے صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کی نسبتوں سے صدیقی ہیں' فاروقی ہیں' عثمانی ہیں' علوی ہیں' زبیری ہیں' عباسی ہیں' ہاشمی انصاری ہیں مگر پورے کرہ ارض پر ابولہبی اور ابوجہلی نہیں ملے گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ''ابتر'' آپؐ کے دشمن ہوئے اور ان شانئک ھو الابتر'' کی حقیقت آپ کی صداقت رسالت اور کلام الٰہی کی سچائی پر گواہ ہے۔

یہ بھی حضورﷺ کے پیروکاروں' جانثاری تک کو خداوند تعالیٰ نے زندہ جاوید کردیا' ابوحنیفہؒ 'امام حنبلؒ' امام شافعیؒ' امام مالکؒ' امام بخاریؒ' خواجہ اجمیریؒ جن کے بارے میں پروفیسر ارنلڈ نے لکھا ہے کہ ایک شخص صدیوں

سے پڑا ہے مگر اب تک امام الہند سلطان الہند کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بابا فرید گنج شکر زکریا ملتانی نظام الدین اولیا شیخ عبدالقادر جیلانی مولانا قاسم نانوتوی علامہ شبیر احمد عثمانی دولت اور مرتبے سے زندہ نہیں بلکہ خدا کے ذکر کی وجہ سے زندہ جاوید ہیں اور رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا وہ فرش کی بستیوں سے عرش کی بلندیوں تک پہنچ گئے۔

بندگانِ خدا خدا نہ باشند　　ولے از یادِ خدا جدا نہ باشند

آج ہم نے خدا اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا دامن چھوڑ کر۔ امریکہ کو اپنا مشکل کشا اور نجات دہندہ سمجھ لیا ہے تو خداوند تعالیٰ نے بھی ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور ہم پر کفر مسلط کر دیا ہے اور مسلمان دنیائے عالم میں عیسائیوں یہودیوں اور ہندوؤں کے ہاتھوں لٹ رہے ہیں۔ مندرجہ بالا تمام تفصیلی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا دعویٰ رسالت اور ان پر اتری ہوئی کتاب قرآن کریم اور اس زبردست طاقت و حکمت والے خدا کا فرستادہ رسولؐ اور سچے خدا کا کلام سچا تھا۔ علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی وھو بالافق الاعلی سے براہ راست فیض یافتہ تھے۔ وما علینا الا البلاغ　(سیرت رسول ﷺ کا خطبہ جمعہ)

بقیہ : صفحہ ۱۱ سے : بہرکیف دشمنوں کے ذریعے عراق پر قبضہ ہرچند کہ انتہائی تکلیف دہ اور غم انگیز ہے اور یہ غم والم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک دشمن کا ناپاک سایہ وہاں سے زائل نہیں ہو جاتا لیکن اس جنگ میں اسلام کو ہار جانے والا کہنا یا امت مسلمہ کو بہ حیثیت مسلمان ہونے کے تہمت دینا بالکل غلط ہے امت مسلمہ اس طرح کے معرکوں میں نہ فریق تھی نہ شکست سے دوچار ہوئی۔

امت مسلمہ کا سورج بالکلیہ غروب ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا اسکی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ زخم کھا کے پھر مسکرائی ہے کچل جانے کے بعد پھر اٹھ کھڑی ہوئی ہے اسکا جھنڈا اگر کبھی ذرا سا جھکتا ہوا نظر آیا تو پھر بلندی پر لہرانے لگا وہ اگر پیچھے ہٹی ہے تو مزید تازہ دم ہو کر آگے بڑھی ہے وہ خدا کے آخری پیغام کی نمائندہ ہے اسلئے اسی کی طرح جاوداں ہے۔

لہذا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ اسلام کی بیٹری ختم ہو چکی یا اس کے دن لد گئے۔ یہ امت ہر صدمے کے بعد زیادہ طاقتور ہوتی ہے ہر آزمائش کے بعد مزید پر اعتماد نظر آتی ہے ماضی سے سبق لینا اس کا شیوہ رہا ہے حالات و واقعات کا نشیب و فراز اس کے دست و بازو کو کمزور تو کر سکتا ہے لیکن بالکلیہ توڑ نہیں سکتا اسلام محض معجزات و کرامات کے ذریعے فتح تو نہیں پاتا لیکن ان انسانوں کے ذریعے فتح پاتا رہا ہے اور فتح پاتا رہے گا جن کے کارنامے زندہ معجزہ ہوا کرتے ہیں جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے سانچے میں ڈھلے ہوتے ہیں اور جن کا تسلسل کم و بیش رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ انشاء اللہ